خطاب: ماموں کانجن 1977ء

سید ابوبکر غزنویؒ کا یادگار خطاب

جمع و ترتیب: حکیم محمد اشرف آزاد فیصل آباد

برادران عزیز۔ عزیزان گرامی قدر!

پھر وضع احتیاط سے رکنے لگا ہے دم
بیٹھے ہوئے ہیں چاک گریباں کئے ہوئے

ایک مدت ہوئی آپ لوگوں سے بات کئے ہوئے۔ ایک عرصہ گزر گیا کچھ یاد نہیں پڑتا کہ کتنے برس گزر گئے آپ دوستوں سے ملے ہوئے۔ شاید اس تقریر کے نقوش بھی آپ کی لوحِ دماغ پر دھندلا گئے ہوں جو آخری تقریر میں نے یہاں کی تھی۔

کبھی ہم میں تم میں چاہ تھی، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی ہم میں تم میں بھی راہ تھی تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
جسے آپ گنتے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے باوفا
میں وہی ہوں مومن مبتلا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

دوستو!

جب مجھے خیال آتا ہے کہ اس جماعت کی سرزمین وہ سرزمین ہے جو آج اگرچہ بے آب وگیا ہے۔ جو آج بنجر ہوگئی ہے مگر یہ وہی سرزمین ہے جس سے کبھی حضرت حافظ محمد لکھوی، جس سے کبھی مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور مولانا ابراہیم سیالکوٹی اور حضرت عبداللہ غزنویؒ اور حضرت الامام عبدالجبار غزنویؒ پیدا ہوئے تھے اور یہ لعل اور یہ یاقوت و گوہر اس سرزمین سے پیدا ہوئے تھے۔ جب یہ سوچتا ہوں کہ اس خاک میں شاید کوئی چنگاری باقی ہو تو یہ شعر پڑھتے ہوئے تمہاری طرف لپکتا ہوں

اریٰ تحت الرماد غمیز جمر
یوشک ان یکون له ضیاء

کہ خاکستر کے نیچے کچھ چنگاریاں دیکھ تو رہاں ہوں کہ شاید ان کے شعلے بھڑک اٹھیں اور وہ جو آگ کبھی جلتی تھی اسے تاپنے کیلئے لوگ پورب اور پچھم سے آتے تھے تو شاید یہ آگ پھر یوں بھڑک اٹھے۔

> تمہیں اڑنگا پٹخنی کا ایسا لپکا ہے۔ الیکشن جیتنے اور ہارنے کا ایسا لپکا پڑ گیا ہے کچھ ہوش ہواس قائم نہیں۔ ہماری درس گاہیں بنجر ہوگئیں۔ بانجھ ہوگئیں۔ ان سے کوئی اہل قلم اب پیدا نہیں ہوتا۔ اب کوئی مولانا ثناء اللہ پیدا نہیں ہوئے۔ کوئی مولانا ابراہیم سیالکوٹی پیدا نہیں ہوئے۔ کوئی داؤد غزنوی تمہاری درسگاہوں سے اب پیدا نہیں ہوتا۔ وہ باتیں تھیں غور کرنے کی۔

اور جب یہ خیال آتا ہے کہ یہ سر پھٹول، یہ اڑنگا پٹخنی، یہ دھول دھپہ، یہ دھینگا مشتی، یہ خلفشار، یہ انتشار، کہ ہر طرف خاک اڑائی جا رہی ہے۔ کہ سب کے سر پھٹے ہوئے، سب کے چہرے خاک آلود ہیں کہ شکلیں پہچانی میرے لئے مشکل ہوگئی ہیں۔

جب یہ دیکھتا ہوں تو جی جلتا ہے تو آپ لوگوں سے بھاگ جاتا ہوں سال ہا سال کیلئے روپوش ہوجاتا ہوں تو یہ شعر پڑھتا ہوں

ونار لو نفخت بها اضائت
ولکن انت تنفخ فی ارماد

کہ اگر اس راکھ میں کوئی چنگاری ہوتی اور تو پھونکیں مارتا تو وہ بھڑک اٹھتی۔

تو تو خالی راکھ میں پھونکیں مار رہا ہے اور راکھ میں پھونکیں مارنے سے سوائے اس کے کہ خود تیرے سر پہ بھی راکھ پڑے تمہیں کیا حاصل ہوتا ہے۔

ونار لو نفخت بها اضائت
ولکن انت تنفخ فی الرماد

یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ راکھ میں پھونکیں مارتا ہوں تو بھاگ جاتا ہوں برسوں روپوش رہتا ہوں تم لوگ کہتے ہو کہ وہ پاگل وہ دیوانہ کہاں جا رہا ہے اس کو لاؤ۔

دوستو!

میں نسلاً بعد نسل روحانی دہقان ہوں میرا کام دلوں کی زمین میں ہل چلانا ہے اور جب تم نے کہا کہ ہماری زمین پر ہل چلانے کے تم قابل نہیں اور مجھے تو ہل چلانا تھا مجھے تو آبپاشی اور آبیاری کرنی تھی۔ میں نے اور زمینیں ڈھونڈیں کہ کوئی زمین مل جائے جس کی آبیاری کروں۔ میرا کام تو دل کی زمینوں پہ ہل چلانا ہے تو چلا رہا ہوں اور پاکستان گواہ ہے کہ میں

روحوں پہ ہل چلاتا ہوں اور روحوں کی زمین کی آبیاری کر رہا ہوں۔

دوستو! میں لالاری ہوں میرا کام دلوں کو رنگ دینا ہے۔صبغة الله ومن احسن من الله صبغة ونحن له عابدون.

اللہ کا رنگ اس سے بہتر کس کا رنگ ہو سکتا ہے ۔تم نے کہا کہ تمہیں رنگنا نہیں آتا تو میں نے ملک میں ہانک لگائی کہ کوئی ہے جو دلوں کو رنگوانا چاہے۔

دوستو!

میں تو دھوبی ہوں میرا کام دلوں کی میل کچیل کو چھانٹ دینا ہے تم نے کہا کہ تمہیں دلوں کی میل کچیل دھونا نہیں آتی ہے تو میں نے ملک میں ہانک لگائی کہ کوئی ہے جو دلوں کی میل کچیل دھلوانا چاہے۔

دوستو!

میں تو سقہ ہوں میرا کام روحانی پانی پلادینا ہے تم نے کہا کہ ہم تیرے مشکیزے سے پانی نہیں پیتے میں نے ملک میں ہانک لگائی کہ کوئی پیاسا ہے جسے میں پانی پلاؤں دیوبندی آئے خدا کی قسم۔ بریلوی آئے بابو آئے۔ انجینئر آئے ۔ ایڈووکیٹ آئے۔ پروفیسر آئے۔وکیل آئے۔

تو سب نے کہا ہم تیرے مشکیزے سے پانی پیتے ہیں تم نے کہا کہ تم سقہ نہیں ہو۔

اللہ سے لو لگائیں گے ہم
جنوں شمع تم کو جلائیں گے ہم

کہ ہمارا کام تو روحوں کی پیاس کو بجھا دینا ہے ہمارا کام تو روحوں کو سیراب کرنا ہے تا کہ اپنی روح کا تزکیہ ہو سکے۔ تا کہ اپنے دل کی میل کچیل کو چھانٹا جا سکے۔

دوستو! وعظ کیا ہے وعظ دلوں کی بیماریوں کی تشخیص ہے اوران کا علاج ہے وعظ کیا ہوتا ہے روحانی اور اخلاقی بیماریوں کی تشخیص کرنا اوران کی دوا دینا گو دوا تلخ ہو اور گو بیمار ناک بھوں چڑھائے مگر حلق سے اتار دینا۔

دوستو! یہ نہیں کہ سامعین مریضوں کو بیماری معدے کی ہو اور دوا زکام کی دی جائے ۔ جو بیماریاں ہوں اپنی اور سامعین بھی بڑی تواضع کے ساتھ بڑی عاجزی کے ساتھ ان بیماریوں کی تشخیص کرنی چاہیے اور ان کا علاج ڈھونڈنا یہ وعظ ہے دوستو:

یہ طب روحانی ہے دوستو
تو میں چند باتیں عرض کرونگا
وہ باتیں جو میرے لئے مفید ہوں
وہ باتیں جو آپ کیلئے مفید ہوں

وہ واعظ دنیا دار ہے جس کا مقصد یہ ہو کہ دھواں دار تقریر کرے جو جذبات کو بھڑکا دے نہ خود فائدہ نہ دوسروں کو فائدہ۔ یہ دنیاداری کی بات ہے۔

وعظ تو یہ ہے کہ بیماریوں کو چن چن کر بیان کرنا اور ان کا علاج بتانا اور اس پر عمل کی توفیق مانگنا یہ وعظ ہے۔ گو وہ روکھا پھیکا ہو۔ آجکل تو بس سر دھننا، وجد میں آنا نعرے لگانا، ہاؤ ہو کرنا اس کو وعظ بنا رکھا ہے۔

میرا وعظ کے بارے میں ایک موقف ہے

تو دوستو میں یہ کہہ رہا ہوں ذرا غور سے سنیں۔ کہ موحد ہوتے ہوئے مودب ہونا بہت بڑی بات ہے۔ اور مودب ہوتے ہوئے موحد ہونا بہت بڑی سعادت ہے۔ کچھ لوگوں کو توحید کی شد بد ہوئی تو ادب کی لطافتوں اور باریکیوں سے محروم رہے۔

اور وہ یہی ہے کہ یہ تشخیص وعلاج ہے۔

دوستو!

پہلی بات میں یہ کہتا ہوں کہ اپنے آپ کو میرا اولین مخاطب میرا نفس ہوتا ہے۔ کہ یہ خود فریبی مین مبتلا ہونا ہے۔ یہ سمجھنا کہ محض قبروں کی پوجا نہ کر کے آدمی نے توحید کے سب تقاضے پورے کر دیئے

ومن الناس من يتخذ من دون الله اندادا . ان الذين تدعون من دونه عبادمثالكم

یہ جو **من دون الله** کہا کہ اللہ سے ہٹ کر اس کے سوا اس کے علاوہ تمہاری طرح بندگان الہی ہیں اس میں زندہ بھی شامل مردہ بھی شامل افسوس۔

تم میں بعض مردوں سے مرادیں مانگیں
اور تم سے بعض نے زندہ فرعونوں سے مرادیں مانگیں۔
تم نے ملکر غیر اللہ سے مرادیں مانگیں
یہ کیا بات ہوئی قرآن کو کبھی پڑھو دوستو!

میرا کام دھڑا بندی نہیں ہے۔

درویش خدا مست نہ شرقی ہے نہ غربی
گھر میرا نہ دلی نہ بخارا نہ سمر قند

میرا کام تو کتاب اللہ کو بیان کرنا ہے میرا کام تو حدیث رسول اللہ کو بیان کرنا ہے۔ میرا کام تو حدیث رسول اللہ ﷺ کو بیان کرنا ہے تیس پاروں کو دیکھو کہ سب سے زیادہ توحید جو بیاں ہوئی تھی ان تیس پاروں کو دیکھو تو سہی آپ دیکھیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ فرعون یہ خداوند بنا ہوا ہے۔ نمرود جاؤ اس کی نفی کرو

تو قبر کی نفی نہیں ہورہی تھی دوستو!

زندہ جابر و ظالم حکمران کی نفی کیلئے کہا گیا اور کہا کہ سامنے جا کر نفی کرو۔ اور کہو کہ تم خداوند نہیں ہو خدا تو وہی ہے۔ حکیم الامت اللہ اس کی قبر کو منور کرے غور فرماؤ کہ کیا بات کہی کہ:

اے کہ اندر حجرہ سازی سخن
نعرہ لا پیش نمرود بزن

اے حجروں میں بیٹھ کر باتیں بنانے والو توحید بیان کرنے والو فرماتے ہیں کسی نمرود کے سامنے جا کر بیاں کرو تو مانیں اور قبر تو مٹی کا ڈھیر ہے اس کی نفی میں کونسی دقت پیش آتی ہے دوستو۔

اس کی نفی میں کیا دقت پیش آتی ہے یعنی جس نے چادر قبر پر نہ چڑھائی اور چراغ نہ جلایا اتراتا پھرتا ہے موحد بنا بیٹھا ہے۔ اور جب حضرت موسیٰ کو توحید سکھائی گئی تو کہا اذهب الیٰ فرعون انه طغیٰ

کہ جاؤ فرعون کی جا کر اس کے منہ پر نفی کرو حضرت یوسف کو دیکھو کہ عزیز مصر کی نفی کر رہے ہیں۔

زندہ خداؤں کی نفی کرنا دوستو بڑی کٹھن منزل ہے یہ بڑی کٹھن منزل ہے دوستو!

سب صحابہ نے کیا سب انبیاء نے کیا۔

یعنی آپ غور کیجیے یہ ٹھیک ہے کہ قبر سے مراد جو دنیا دار سرمایہ داروں کی زکوتیں کھا کر ان کی کاسہ لیسی اور حاشیہ برداری کر کے سال بھر ان کے قصیدے پڑھتے ہیں۔ اور بانگیں دیتے ہیں کہ ہم بھی اپنے آپ کو موحد سمجھتے ہیں۔ دوستو:

ارے ان حکمران اور دنیا دار سرمایہ داروں کے دروازوں کی دھول چاٹنا کیا یہ توحید کے منافی نہیں۔ کیا یہ غیر اللہ میں شامل نہیں ہیں۔ یہ کونسا مشکل کام تھا کہ قبر سے نہیں مانگا مٹی سے نہیں مانگا بڑے خوش نظر آتے ہیں۔

فرعونوں کی بھی نفی کرو دنیا دار سرمایہ داروں کی بھی نفی کرو۔

لا تسئل الناس شيئا

غیر اللہ سے کچھ نہ مانگو نہ زندوں سے مانگو نہ مردوں سے مانگو۔ صحیح توحید تو یہی تھی دوستو

حضرت عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں توحید بیان فرمائی فرماتے ہیں۔ مادمت قائما مع الخلق راضيا بعطاياهم مترددا الى ابوابهم انت مشكر بالله خلقا

کہ جب تو مخلوق کے سہارے لیتا ہے۔ زندوں کے سہارے لیتا ہے۔ مردوں کے سہارے لیتا ہے جب تک ان کی جیب پر تمہاری نظر ہے جب تک ان کی بخشش اور نوازش کی آس لگائے بیٹھا ہے جب تک ان کے دروازوں پہ تو دھکے کھا رہا ہے۔

انت مشرک بالله خلقا.

تو اللہ کے ساتھ مخلوق کو شریک تو ٹھہرا رہا ہے۔ تو دوستو: توحید یہ ہے کہ زندہ فرعون کی نفی کی جائے بڑی کٹھن منزل ہے دوستو۔

بہت کٹھن مقام ہے۔ اس سے زیادہ آسان بات کچھ نہیں کہ چادر نہ چڑھائی، قبر پر چراغ نہ جلایا اور دنیا جہان کو حقیر اور ذلیل سمجھا اور سمجھا کہ تمام توحید کے تقاضے پورے ہو گئے۔

تو پہلی بات یہ کہتا ہوں کہ توحید کی حقیقت جانو خدا کی قسم اگر توحید ہماری پکی ہوتی ہم آج پاکستان میں معزز ترین افراد ہوتے۔

یہ قسم کھا کر کہتا ہوں اور علی وجہ البصیرت کہہ رہا ہوں کہ توحید کے مقام کچے ہونے کی وجہ سے ہم ذلیل و رسوا ہو گئے ہیں۔ دوسری بات یہ عرض کرتا ہوں کہ موحد ہونے کا مطلب یہ نہیں دوستو!

کہ تیس سال سے میں لذت کی تلاش میں پھرتا رہا تیس سال کے بعد پتا چلا کہ ایک لمحہ اللہ کی معیت میں گذار دینا تخت سلیمانی کے ہاتھ آنے سے بھی افضل ہے۔

کہ آدمی بے مہار ہو جائے رسیاں تڑا بیٹھے بے ادب اور گستاخ ہو جائے۔ اہل اللہ کی شان میں گستاخیاں کرے۔ محسنوں کا گریباں پھاڑے اور کہے کہ ہم تو توحید کے تقاضے پورے کر رہے ہیں۔

دوستو! میرا کام ہے مرض کی تشخیص اور اس کا علاج گو مریض چیخے اور چلائے۔ ناک بھوں چڑھائے۔ شفیق ڈاکٹر وہ ہے جو حلق میں دوا انڈیل دیتا ہے آج تم کسمساؤ گے مضطر ہو ہو کے زانو بدلو گے چند روز کے بعد دعا دو گے اور کہو گے کہ ہاں بات ٹھیک کہہ گیا تھا۔ جب مریض شفایاب ہوتا ہے تو پھر کڑوی دوا کھلانے والے کو بھی دعا دیتا ہے دوسری بات یہ کہتا ہوں دوستو!

کہ توحید کا یہ معنی نہیں کہ آدمی بے مہار ہو جائے گستاخ ہو جائے۔

دیکھو حدیثیں۔ کچھ حدیثیں ایک مسجد میں بیان ہوتی ہیں۔ کچھ دوسری مسجد میں بیان ہوتی ہیں۔ کچھ حدیثیں کہیں بیان نہیں ہوتیں۔ اسلئے کہ مصلحت کے منافی ہیں۔

یہ بھی دوستو حدیث میں پڑھا تھا کہ:

اذا تكلم اترك جلساء ه كانما على رؤس هم الطير

کہ جب حضور ﷺ گفتگو فرماتے تھے تو سب ہم نشین سب بیٹھے ہوئے لوگ اپنی گردنوں کو جھکا لیتے تھے اور حرکت نہ کرتے تھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ یعنی فالتو حرکت نہ کرتے تھے۔ حرکات فاضلہ نہ کرتے تھے۔ کہ اس کو بھی خلاف ادب جانتے تھے۔

دوستو! یہ بھی تو صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ

عروہ بن مسعود صلح حدیبیہ کے بارے میں حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آ کر کہا ساتھیوں سے کہ عجیب منظر دیکھا ہے وہاں کہ

انه لا يتوضع الا التبحروا اوضوءه

عجیب منظر دیکھا ان کا جو امام ہے وہ جب وضو کرتے ہیں تو پانی نیچے نہیں گرتا ہے لوگ اسے پکڑ کر ملتے ہیں تبرک و تمنیا۔

ولا يبصق بصاقا الا تلقوه باكفهم

اور لعاب دہن بھی حضرت کا گرتا ہے تو ہاتھوں پہ گرتا ہے۔

ولا تسقط منه شعرة الا تجيروها

اور ان کا تو کوئی بال بھی گرتا ہے تو لوگ اس کی طرف لپکتے ہیں عاشق اس کی طرف لپکتے ہیں

الفضل ماشهدت به الاعداء

فضیلت وہ ہے جو دشمن گواہی دے اور اسی نے کہا

وما یحدون النظر الیه تعظیما له

کہ اتنا ادب کرتے ہیں کہ تیز نگاہوں سے کوئی دیکھتا بھی نہیں حضرت کو۔

اور یہ بھی حدیثوں میں لکھا ہوا ہے یارو۔

اتومنّون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذالک الا خزی فی الحیوٰۃ الدنیا

کیا دین کے ایک حصے کو مانیں گے اور جو حصہ مزاج کے منافی ہو اس کے برعکس کرتے جائیں

دوستو! قرآن مجید کو آپ غور سے پڑھیں آپ دیکھیں گے کہ وہ لوگ وہ شخصیتیں وہ ہستیاں جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ انسانوں کی ربوبیت فرماتے ہیں ان کے انتہائی ادب کا تقاضہ کیا ہے۔

آپ دیکھیں گے کہ والدین پرورش کرتے ہیں اور جس کی تربیت کرتے ہیں فرمایا:

ولا تقل لهما اف ولا تنهر هماوقل لهما قولا کریما۔

کہ دیکھوان کو یہ بھی کبھی نہ کہنا کہ تف ہے تم پر یہ دونوں میری ربوبیت کے مظہر ہیں۔ ان کے ذریعے سے میں تمہاری تربیت کر رہا ہوں۔

ولا تنهر هما۔ ان کو کبھی نہ جھڑکنا جب بات کرو تو جانچ لینا کہ کیا کہہ رہے ہو۔

روحانی تربیت حضور اقدس کی ذات گرامی کے ذریعے سے کروائی گئی تو فرمایا۔

. یا ایها الذین آمنوا لا ترفعو ااصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهر وله باالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون۔

کہ دیکھو اپنی آوازوں کو بھی اس بارگاہ رسالت میں اونچا مت ہونے دینا اور ان سے یوں بے تکلفی سے اونچی آواز سے بات نہ کرو جیسا کہ تم آپس میں کرلیا کرتے ہو۔

ان تحبط أعمالكم

میں تمہارا پورا اعمال نامہ غارت کردونگا مجھے تمہاری عبادتوں اور ریاضتوں کی کچھ ضرورت نہیں اگر میرے حبیب کی بارگاہ میں تمہیں گفتگو کرنے کا سلیقہ نہیں آتا۔ اگر میرے محبوب سے بات کرنے کا تمہیں سلیقہ نہیں تو میں نے تمہاری عبادتوں کو تمہاری ریاضتوں کو اور تمہاری نمازوں کو کیا کرنا ہے۔

ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون

دوستو! جو اس کی ربوبیت کے مظہر ہیں واجب التعظیم ہیں یہ مسئلہ بھی کتاب اللہ میں ہے۔

دوستو! ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں بے ادب آدمی کوئی انسان ہے؟ حیوان ہے اسے اصطبل میں باندھو۔

دوستو! ہمارے جو اسلاف تھے شاہ اسماعیل شہیدؒ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھردے نور اللہ مرقدہ

شاہ اسماعیل کے حالات پڑھ رہا تھا۔ حضرت شاہ صاحب بہت بڑے باادب آدمی یعنی عجب شخصیت توحید اور ادب کو ایسا یکجا کیا۔

ارواح ثلاثہ میں ان کے حالات دیکھ رہا تھا بہت لطیف آدمی تھے حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ بعض لوگوں نے صرف تقویۃ الایمان پڑھی ہے کبھی صراط مستقیم بھی دیکھو۔ کبھی ابقات بھی پڑھو۔ بہت لطیف آدمی ادھر تجلیات سے آگاہ انوار سے آگاہ۔ سلوک کے مقامات سے آگاہ۔ خدا کی ذات اور صفات کی معرفت اور محبت کے تمام رموز سے واقف۔

بڑا لطیف آدمی بڑا ذہین آدمی۔ ارواح ثلاثہ میں ان کے حالات پڑھ رہا تھا حضرت شاہ اسماعیل شہید کے۔ حج سے جب لوٹے ہیں اپنے پیر کے ساتھ حج کیا حضرت سید احمد شہیدؒ کے ساتھ اور حج سے جب لوٹے لکھنؤ تھے۔ سید احمد شہیدؒ کو خبر ملی کہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ رحلت فرما گئے اور سید احمد شہید عاشق تھے شاہ عبدالعزیز کے سخت تڑپنے لگے سخت بے قرار ہوئے اور شاہ اسماعیل شہید سے کہا کہ خدا کیلئے دلی جاؤ اور مجھے بتاؤ جی میرا پیر زندہ ہے کہ واقعی دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں اور اپنا گھوڑا دیا۔ حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کو شاہ صاحب نے گھوڑے کی باگیں پکڑی ہوئیں ہمت نہیں ہوئی کہ اس کی زین پر بیٹھیں پیدل چلتے ہوئے دلی پہنچ گئے۔ کئی بار ہمت کی حوصلہ نہ ہوا کہ اس زین پر بیٹھیں جہاں ان کا شیخ بیٹھتا تھا اور یہ تھے شاہ اسماعیل شہید اتنا باادب آدمی یعنی باگیں پکڑے ہوئے لکھنؤ سے دلی جا پہنچے اور زین پہ نہ بیٹھے کہ یہ میرے شیخ کی گدی ہے۔ اسماعیل تم بے ادب ہوگے جو اس پر بیٹھ جاؤ۔

ارواح ثلاثہ میں لکھا کہ حضرت سید احمد شہیدؒ مجلس میں آجاتے تو حضرت شاہ صاحب کی زبان تھتھلا جاتی تقریر نہیں کرسکتے تھے۔ خاموش بیٹھے رہتے کہ میرے شیخ بیٹھے ہیں۔ ان کی موجودگی میں کیا کہوں۔

دوستو! یہ تھے حضرت شاہ اسماعیلؒ اتنا باادب آدمی۔ اللہ نے بھاگ بھی تو ایسے لوگوں کو لگائے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ باقی باللہ کے صاحبزادوں کو خط لکھتے ہیں۔ کہ ابن فقیر از سرتا پا غرق۔ احسان والدشا است۔ لکھتے ہیں کہ یہ فقیر سر سے پاؤں تک آپ کے والد گرامی کے احسانات میں ڈوبا ہوا ہے۔

خط لکھا صاحبزادگان کو کہ

اگر مدت العمر سر کود راہ پائمال اقدام خلاما، عطبا، شاکردہ باشم ہیچ نہ کردہ باشم۔

کہ تمہارے اتنے احسانات ہیں مجھ پر کہ اگر تمہارے آستانے کے خادموں کی عمر بھی خدمت کرتا رہوں تو پھر بھی حق ادا نہیں ہوا۔

اتنا باادب آدمی

دوستو! بھاگ تو ایسے لوگوں کو لگے ہیں۔ جو اپنے محسنوں کے قاتل ہوں جو اپنے محسنوں کو ذبح کریں۔

یقتلون النبیین بغیر الحق.

یہودی بھی یہی کرتے تھے دوستو!

اور جو مغضوب ہیں اور جن کے بارے میں قرآن نے کہا ہے وضربت علیهم الذلة والمسكنة وباؤ بغضب من الله کہ اللہ کی لعنتیں ان پر پڑتی ہیں وہ کیا کرتے تھے۔ يقتلون النبيين بغير الحق۔

جو ان کے محسن تھے جو ان کے مربیّ تھے ان کو اپنا دشمن جانتے تھے۔ ان کے گریبان پھاڑتے تھے۔ یہی کرتے تھے دوستو!

تو دوستو میں یہ کہہ رہا ہوں ذرا غور سے سنیں۔ کہ موحد ہوتے ہوئے مودب ہونا بہت بڑی بات ہے۔ اور مودب ہوتے ہوئے موحد ہونا بہت بڑی سعادت ہے۔ کچھ لوگوں کو توحید کی شد بد ہوئی تو ادب کی لطافتوں اور باریکیوں سے محروم رہے۔

کچھ لوگوں کو ادب کی شد بد ہوئی تو توحید کے معارف سے محروم رہے۔

موحد ہوتے ہوئے مودب ہونا اور مودب ہوتے ہوئے موحد ہونا یہ بہت بڑی سعادت ہے دوستو!

اور اللہ تعالیٰ سے اس سعادت کی بھیک مانگتا ہوں۔ اگلی بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دیکھو شاہ اسماعیل شہیدؒ کا جو مشن تھا وہ تو یہ تھا کہ آئین محمدیؐ کو نافذ کریں اے کاش کہ تم اسے اپنا مشن بناؤ۔

محض چند فروعی اور اختلافی مسائل پر اپنی ساری توانائی کو غارت کر دینا اور احیائے دین کے کام کی طرف متوجہ نہ ہونا میں ایک جرم عظیم سمجھتا ہوں۔ اے کاش کہ احیائے دین کے عظیم مقصد کو اپنے پیش نظر رکھیں۔ جس مقصد کیلئے شاہ اسماعیل شہیدؒ نے اپنی جان کو نچھاور کیا۔ اور سید احمد شہیدؒ نے اپنی جان کو نچھاور کیا۔

دوستو! یہ عظیم مقصد ہمارے پیش نظر ہونا چاہیے۔ ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیے وہ لوگ بہت اچھے ہوتے ہیں۔ جو اپنا احتساب کرتے ہیں۔ اپنا محاسبہ کرتے ہیں۔

اتباع سنت پر جو ہم زور دیتے ہیں کہ محض چند فروعی مسائل پر زور دینا یہی اتباع سنت ہے میں غور کر رہا تھا کہ کتنی احادیث کا اک ذخیرہ ہے صحاح ستہ میں بھی اور اس کے علاوہ بھی مختلف سندوں کے ساتھ کہ:

من يطع الامير فقد اطاعنی ومن يعصي الامير فقد عصانی .

حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ جو اپنے امیر کی اطاعت کرتا ہے وہ میری اطاعت کرتا ہے جو اپنے امیر کی نافرمانی کرتا ہے وہ میرا نافرمان ہے۔ بات سنو بھائی۔ کتنی سختی اور شدت سے فرمایا کہ

من فارق الجماعة كانما خلع رقة الاسلام من عنقه کہ جو شخص جماعتی زندگی کو چھوڑتا ہے اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے اتار دیا۔ اور چونکہ کچھ لوگ بھینگی آنکھ سے دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ بھی فرما دیا کہ۔

اسمعوا واطيعوا ولواستعمر عليكم عبد حبشی

دیکھو بات سنو اور مانو امیر کی اگرچہ تم پر کالا بچھنگ حبشی غلام ہی کیوں نہ مقرر کر دیا جائے۔ اگر چہ کالا حبشی تم پر امیر بن جائے وہ اس لئے کہا کہ دونوں میں بعض لوگوں نے یہ کہا کہ اس کی شکل تو دیکھو اسلئے حضور اقدس نے پہلے فرما دیا۔

ولو استعمر عليكم عبد حبشی .

کہ اگر چہ تم پر حبشی غلام کو امیر بنا دیا جائے تو دیکھو جماعتی زندگی سے باہر نہ آنا۔ آپ غور کریں کہ کس طرح ہم خود مجلس شوریٰ میں خود امیر مقرر کرتے ہیں یہ نہیں کہ باہر سے ٹھونس دیا جائے اور ہم دولتیاں جھاڑیں کہ کہاں سے آ گیا۔

پچھلے پچیس برسوں سے میں دیکھ رہا ہوں کہ خود امیر چنتے ہیں بناتے ہیں پھر خود اس کے خلاف سازشیں کرتے ہیں۔ پھر خود اس کی ٹانگ کھینچتے ہیں پھر خود اس کی تحقیر و تذلیل کرتے ہیں۔

دوستو! یہ کتنی بڑی نحوست ہے یہ تو اسلام کی عمارت بنیادوں کو ہم نے ڈھا دیا تم کون سی اتباع سنت کا ذکر کرتے ہو۔ یہ خلفشار، یہ انتشار، یہ انارکی، یہ طوائف الملوکی کہ ہر شخص خاک اڑا رہا ہے امیر کے سر پر بھی خاک پڑی ہوئی ہے سب کے چہرے لتھڑے ہوئے ہیں۔ سب کے سروں پہ خاک پڑی ہوئی ہے۔

ہر حساس آدمی یہ محسوس کرتا ہے۔

فما لهؤلآء القوم لايكادون يفقهون حديثا

ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اتنی موٹی اور سیدھی بات بھی نہیں سمجھتے۔

دوستو! کچھ لوگ تو ویسے ہی باغی ہوتے ہیں اور کچھ جماعت کے اندر رہ کر بھی امیر کو معطل کئے رکھتے ہیں اس کو ذلیل سمجھتے ہیں اور حکم اپنا چلاتے ہیں۔ وہ بھی سنگین مجرم ہیں کہ دوستو! اللہ اور اس کے رسول کی نظر میں کہ جماعت کے اندر رہتے ہوئے امیر کو معطل کریں اس کو ذلیل کریں اس کا حکم نہ چلتا ہو اسے خبر بھی نہ ہو کہ کیا ہو رہا ہے۔

اس کو الو بنا کر اپنا الو سیدھا کرتے رہیں

اس سے اہل قلم کیسے نکل سکتے ہیں اس سے مبلغ کیسے پیدا ہوں گے۔ اس سے مقرر کیونکر پیدا کئے جاسکیں گے۔ قحط ہوتا چلا جائے گا دوستو! نہ کوئی قاری ملے گا نہ مقرر ملے گا وہ وقت آ گیا ہے کہ اہل قلم ملے گا نہ مقرر ملے گا نہ تحریر باقی۔ نہ تقریر باقی۔ قحط ہی قحط۔ بنجر بانجھ ہوتی چلی جائے گی یہ زمین۔ اگر آپ الیکشنوں میں لگے رہے۔

یہ کیا باتیں ہیں۔ جو تمہارے ہاں ہو رہی ہیں۔ تو کیا ان باتوں کے ساتھ بھی کوئی دین اکٹھا ہو سکتا ہے فریب اور دھاندلی کے ساتھ۔

یہ کیا زندگی ہے جو تم بسر کر رہے ہو اور خدا کیلئے اس پر غور کرو۔ یہ بات آپ یاد رکھیں کہ جب تک کسی امیر پر کہ جیسے پتنگے شمع دان پر گرتے ہیں اس طرح جب تک کہ کسی امیر پر تمام انسان پتنگوں کی طرح نچھاور نہ ہوں جماعتی زندگی کا کوئی تصور اسلام میں نہیں ہے۔

دلوں میں حسد کا ہونا، بغض کا ہونا، گرہوں کا لگنا اڑنگا پچنی، دھول دھپا، دھینگا مشتی کیا یہ دینی زندگی ہے جو گذرتی جا رہی ہے۔

دوستو! ہمارے بزرگوں کی تصنیفات کو دیمک چاٹ رہا ہے۔ ہمارے بزرگوں کی زندگیاں لکھنے والا کوئی نہیں عجیب شخصیتیں تمہارے ہاں گزریں۔

لوگوں نے اپنی شخصیتوں کے خادموں کے خادموں کی زندگیاں لکھ ڈالیں تم کو کیا ہوا کہ وہ لوگ جنہوں نے آپ کی خدمتیں کیں ان پر بھی قلم اٹھانے کی تم کو فرصت نہیں۔

تمہیں اڑنگا پچنی کا ایسا لپکا ہے۔ الیکشن جیتنے اور ہارنے کا ایسا لپکا پڑ گیا ہے کچھ ہوش ہواس قائم نہیں۔ ہماری درس گاہیں بنجر ہو گئیں۔ بانجھ ہو گئیں۔ ان سے کوئی اہل قلم اب پیدا نہیں ہوتا۔ اب کوئی مولانا ثناء اللہ پیدا نہیں ہوتے۔ کوئی مولانا ابراہیم سیالکوٹی پیدا نہیں ہوئے۔ کوئی داؤد غزنوی تمہاری درسگاہوں سے اب پیدا نہیں ہوتا۔ یہ باتیں تمہیں غور کرنے کی۔

دوستو! کیا الیکشن۔ کبھی کسی الیکشن کی تیاریوں میں لگے رہتے ہو کبھی اس کے اندر دھاندلی اور اکھاڑ پچھاڑ میں لگے رہتے ہو۔ یہ کیا زندگی ہے جو تم نے اختیار کی ہے۔ آہ کس قدر درد ہے میرے سینے میں جس کا اظہار کر رہا ہوں۔ اور اس تلخ نوائی کیلئے میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں۔

وہ طوفانوں سے ٹکرا جانے والا وہ ہواؤں کے رخ پھیر دینے والا اس کی شوریدگی اور اس کی آشفتہ سری کو اس دور میں میں غنیمت جانتا ہوں۔ اور ان ضمیر فروش اور حاشیہ بردار اور کاسہ لیس مولویوں سے ہزار درجہ معزز جانتا ہوں اس آغا شورش کاشمیری کو جو باطل کی طاقتوں سے زندگی بھر لڑتا رہا اور اسی حالت میں فوت ہو گیا۔

دوستو! میں یہ کہہ رہا تھا کہ مرکزیت نہ ہو تو فوضویت ہے۔ انتشار ہے خلفشار ہے یہی حالت اس وقت طاری ہے تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ وہ جاہلیت کی موت مرے گا جو اس حالت میں مرے گا۔

اپنا امیر بناؤ۔ امام بناؤ جس کو اپنی روح کی گہرائیوں سے پیار کرو۔

الیکشن ایک سم قاتل ہے جس میں تم لگے ہوئے ہو چند برس پہلے بھی جب آیا تھا میں اپنی باتیں کہہ گیا تھا مگر تمہارے سینوں میں پتھر ہیں جن سے مری آواز ٹکرا کے لوٹ آتی ہے۔

جعلوا اصابعهم في اذانهم واستغشو ثيابهم واصروا واستكبرو ااستكبارا

کہ تمام نشانیں تم نے پوری کر دی ہیں۔

تو میں کہہ رہا تھا کہ مرکز توحید اور ادب کو یکجا کرو اور مرکز بناؤ۔ یہاں تک گفتگو آ گئی ہے۔ اور کچھ وقت اللہ اللہ کیا کرو خالی جھگڑے مت کیا کرو۔

میں نے اکثر لوگوں کو دیکھا جھگڑا ہی کرتے رہتے ہیں۔ جھگڑے میں لگے رہتے ہیں۔

ہمارے اسلاف ذاکر تھے سارے دوستو!

سب ذاکر تھے ان کی زبانیں ٹھہرتی نہیں تھیں ذکر سے۔ شیخ عبدالحق ڈیانوی غایۃ المقصود کے مقدمے میں حضرت عبداللہ غزنوی کا ذکر کرتے ہیں لکھتے ہیں۔

كان مستغرقا في ذكر الله في جميع احواله

کہ آٹھوں پہر چونسٹھ گھڑی اللہ کے ذکر میں ڈوبے رہتے تھے وكان لحمه وعظامه واعصابه واشعاره متوجه الى الله وفانيا في ذكر الله

فرماتے ہیں ان کا گوشت ان کی ہڈیاں ان کے پٹھے ان کا ہر ہر گل میو اللہ کی طرف متوجہ رہتا تھا اور اللہ کے ذکر میں فنا رہتا تھا یہ ہمارے اسلاف تھے دوستو! ہم تو لڑائی جھگڑے میں پڑ گئے۔ دنگا فساد میں پڑ گئے میں نے دیکھا ایک آدمی لڑ رہا تھا دوسرے سے تمہارا درود غلط ہے تمہارا درود غلط ہے میں نے کہا بھائی آج جمعہ تھا تم نے کتنا درود پڑھا اور صحیح درود تو پڑھو یہ تو تم نے بہت کہا کہ اس نے غلط پڑھا مگر تمہاری زبان بھی تو جامد تھی۔

اکثروا علی الصلوٰۃ یوم الجمعۃ

کہ جمعہ کے دن ہم نے درود پڑھنا بھی چھوڑ دیا مولانا عبدالواحد غزنوی عجب کیفیت ہوتی تھی جمعہ کے دن زبان رکتی نہیں تھی اللهم صل على محمد وعلى آل محمد سے۔ ان کی ایک عزیزہ جو ابھی زندہ ہے اور معمر خاتون ہیں انہوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ ایک جمعے کو عصر کے وقت میں نے مولانا عبدالواحد غزنوی سے کہہ دیا کہ فلاں چیز میری آپ نے خریدی ہے؟ دوکان سے منگوائی ہے؟ تو کہتی ہیں کہ سخت انکا چہرہ متغیر ہو گیا۔ سرخ ہو گیا اور کہنے لگے عزیزہ تم نے کیا کیا ہوا ہے ساری کائنات میں حضور ﷺ کے جو عاشق ہیں ان کے درود فرشتے لے جا رہے ہیں۔ مدینہ منورہ کی طرف تم کو کچھ ہوش نہیں اور درود

پڑھو خدا کیلئے۔

یہ ہمارے اسلاف تھے دوستو!

تم کو کیا ہوا کہ صرف تخریب صرف خاک اڑانا اتنی خاک اڑاتے ہیں کہ چہروں کو پہچاننا مشکل ہوگیا ہے۔ تو دوستو!

مرکزیت کے ساتھ اللہ اللہ کیا کرو۔ خدا کی قسم اس دنیا میں اللہ کے ذکر سے بڑی کوئی لذت نہیں ہے۔ کوئی لذت نہیں۔

اندر بوئی مشک مچایا جان پھلن پر آئی ہو

اور ذکر سے اک فقیر کہتا ہے میرا سینہ مہک اٹھا ہے۔ اور میں اپنے آپے سے باہر ہو جاتا ہوں ذکر کی لذت سے۔ خاقانی کہتا ہے

کہ پس از سی سال ایں نقطہ محقق شد خاقانی
کہ یک دم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی

کہ تیس سال سے میں لذت کی تلاش میں پھرتا رہا تیس سال کے بعد پتا چلا کہ ایک لمحہ اللہ کی معیت میں گذار دینا تخت سلیمانی کے ہاتھ آنے سے بھی افضل ہے۔

دوستو! اللہ کا ذکر بڑی چیز ہے لذت آئے یا نہ آئے۔ وہ آدمی جو لذت آئے تو ذکر کرتا ہے۔ لذت پرست ہے۔ خدا پرست نہیں۔

یا بم اورا یا نہ یا بم جستجوئے مے کنم
حاصل آید یا نہ آید آرزوئے مے کنم

اس کو پاسکوں یا نہ پاسکوں اس کی جستجو میں لگا ہوں میں اسے حاصل کرسکوں یا نہ کرسکوں یہ کم ہے اپنی تمنا کا چراغ میرے سینے میں اس نے جلا دیا ہے اپنی آرزو سے میرے سینے کو آباد کردیا ہے۔ یہ کچھ کم ہے کہ جو مجھ پہ کیا ہے۔

کہ فراق ہو یا وصل ہو۔ کیف ہو یا بے کیف ہو:

فراق ووصل چہ باشد رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد از او غیرے اور تمنائے

فراق کی جدائی ہو یا وصل ہو جس میں وہ راضی ہو اس حالت پہ راضی رہو اور اللہ اللہ کرتے رہو۔

ایک عارف کہتا ہے۔

آمینم بس کہ داند ما ارویم
کہ من نیز ز خریداران اوید

فرماتے ہیں۔ یہ وصل اور قرب کی منزلیں یہ بڑے لوگوں کی باتیں ہیں۔ میں تو اسی بات پر وجد میں ہوں کہ میں بھی اس کے طلب گاروں میں ہوں میرا نام بھی اس کے کاغذوں میں لکھا ہوا تو ہے۔

کہ من نیز ز خرداران اوید

اصل بات اس کے آستانے پہ جم کے بیٹھنا ہے اس کے ذکر میں لگے رہنا ہے۔ لذت آئے یا نہ آئے۔

الاستقامة فوق الكرامة

کہ کرامت سے بھی بڑھ کر ہے

استقامت دوستو!

کچھ لوگوں کو دیکھا چار دن مزا نہ آئے بھاگ جاتے ہیں تسبیح بھی گئی مصلی بھی گیا۔ صحیح طالب وہ ہے جو گرہ کا پکا جو کہے کہ تیری رضا کیلئے پڑھتا ہوں لذت آئے یا نہ آئے بس تیری بندگی کرتا ہوں۔

تری غلامی کرتا ہوں

اس فتنہ خو کے در سے اب اٹھتے نہیں اسد
اس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو

دیکھو غالب رند ہو کر کیسی استقامت کی بات کرگیا۔ حیف ہو ہم پر کہ اللہ کے عاشق ہوتے ہوئے اتنی استقامت بھی نہ دکھا سکیں۔

امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے فرماتے ہیں۔ کہ تہجد کے وقت دعا فرماتے تھے۔ کہ رحم الله ابو الهيثم یا اللہ تو ابوالہیثم پر رحم فرما کہتے ہیں کہ مجھے بڑا رشک آیا کہ میرے لئے تو کبھی اس طرح الحاح سے اور عاجزی سے دعا نہیں کی یہ کون ابوالہیثم ہے تو ایک دن فرماتے ہیں میں نے جرات کرکے پوچھ لیا کہ حضرت یہ ابوالہیثم کون ہے۔

فرمایا کہ جب مجھے درے لگنے والے تھے اور جب مجھے جیل خانے کی طرف لے جارہے تھے اور ضمیر فروش مولویوں نے آ آ کر مجھے تحریف وتاویل کر کے آئتیں سنائیں۔

اور کہا کس لئے اتنی ضد اور ہٹ دھرمی کر رہے ہو۔ اے احمد تم کیوں پاگل ہوئے جاتے ہو کیوں اڑے ہوئے ہو۔؟

فرماتے ہیں میں بھی کچھ ڈانواں ڈول ہوانے لگا تھا کہ اس وقت ڈاکو میرے سامنے آیا جس کا ہاتھ کہنی سے کٹا ہوا تھا اس نے کہا کہ کئی دفعہ مجھے جیل بھیجا جب باہر آتا ہوں سیدھا ڈاکہ ڈالتا ہوں میرا ہاتھ یہاں سے کٹ گیا۔ پھر ڈاکا ڈالا اب یہاں سے کٹ گیا پھر جارہا ہوں ڈاکا ڈالنے اور کہا کہ اے احمد یہ شیطان کے راستے میں میری استقامت کا حال ہے۔

اوتف ہے تم پر کہ اللہ کے راستے میں اتنی استقامت نہ دکھا سکو جتنی کہ ایک ڈاکو شیطان کے راستے میں دکھاتا ہے۔

بیان کرتے تھے کہ میں پہاڑ ہوگیا۔ استقامت کا پہاڑ بن گیا۔ اس لئے دعائیں کرتا ہوں رحم اللہ ابوالہیثم۔

سودا تمہارے عشق میں خسرو سے کوہکن
اور بازی اگرچہ پانہ سکا سر تو کھو سکا
اور کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز
اے روسیاہ تم سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

بس اس کے آستانے پہ جم کے بیٹھ جاؤ

اس کی غلامی کے پٹے سے ناز کرنا ہے توحید اور ادب کو یکجا کرنا ہے مرکزیت کو قائم کرنا ہے اپنے بزرگوں کی تصنیفات کو زندہ کرنا ہے اپنی درسگاہوں کو جو بانجھ ہوگئی ہیں۔ جو بنجر ہوگئی ہیں۔ ان کو نکاسی کا سامان کرنا ہے اور اس کیلئے بیٹھنا ہے۔ کہ یہ نکاسی کیسے ہوگی۔

اس سے اہل قلم کیسے نکل سکتے ہیں اس سے مبلغ کیسے پیدا ہوں گے۔ اس سے مقرر کیونکر پیدا کئے جاسکیں گے۔ قحط ہوتا چلا جائے گا دوستو! نہ کوئی قاری ملے گا نہ مقرر ملے گا وہ وقت آ گیا ہے کہ اہل قلم ملے گا نہ مقرر ملے گا نہ تحریر باقی۔ نہ تقریر باقی۔ قحط ہی

قحط۔ بنجر بانجھ ہوتی چلی جائے گی یہ زمین۔ اگر آپ الیکشنوں میں لگے رہے۔

اللہ اللہ دوستو یہ باتیں ہیں؟ مرکزیت کو قائم کرنے کی۔ روح کی گہرائیوں سے وابستگی کو محسوس کرنے کی اور یہ جو شخص اللہ اللہ نہیں کرتا اس کے دل سے کھوٹ نہیں جاتا۔ وہ منافق رہتا ہے۔

اس کو وہ وابستگی نہیں ہو سکتی ہے۔ جو اللہ والوں کو اپنے مرکز میں ہوتی ہے۔ اس لئے میں نے کہا کہ ساتھ اللہ اللہ کیا کرو۔ یہ اللہ اللہ کرنے کی بات ہے۔

یہ درسگاہ حضرت صوفی عبداللہؒ نور اللہ مرقدہ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور کے ساتھ بھر دے۔

یہ کس قدر اللہ کرتے تھے۔ ان کی حالت بھی یہی تھی کہ ان کا گوشت ان کی ہڈیاں ان کے پٹھے اور ان کا ہر ہر گل مو اللہ کے ذکر میں فنا ہو گیا تھا۔ اللہ نے کیسی عزت بخشی۔ تم الیکشن لڑ لڑ کر ذلیل ہوئے وہ اللہ کے ذکر میں فنا ہو کر معزز ہوا۔ اور میں یہی کہتا ہوں دوستو! اس میں عزت ہے اسی میں آبرو ہے۔ حضرت صوفی عبداللہؒ کا ذکر کرتے ہوئے عجب دل پر کیفیت طاری ہو رہی ہے۔ مجھے یاد ہے۔ کہ پچھلی بار جب میں نے یہاں تقریر کی جب میں نے تقریر شروع کی تو کوئی صاحب۔

صدارت کوئی اور کر رہے تھے غلبہ حال میں بھاگے ہوئے آئے اور اس نے منت کی کہ اب میں صدارت کروں گا اور بیٹھ گئے اور جذب کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں گفتگو کر رہا تھا۔ اور ان کا چہرہ تمتما رہا تھا اور اس رخ آتشیں کی شرم سے رات شمع مجلس میں پانی پانی تھی۔ وہ منظر میں نے دیکھا ہے۔

حضرت صوفی صاحبؒ بیمار ہوئے تو میں ادھر سے ان کی عیادت کیلئے آیا تو میرے ساتھ ملکر انہوں نے دعا کی بڑی لمبی دعا تھی۔ یہ بڑی سعادت مجھے حاصل ہوئی سوچتا ہوں۔

حضرت مولا بخش بھی وہیں موجود تھے۔ ان سے الگ یہ شرف مجھے حاصل ہوا کہ الگ بیٹھ کر انہوں نے میرے ساتھ دعا کی اور مجھے دعا دی مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ آخری دعا ہے جو حضرت میرے ساتھ مانگ رہے ہیں۔ ورنہ میں دعا کو اور لمبا کر دیتا۔

اور جب حرمین سے واپسی ہوئی تو جدہ پر پھر زیارت حضرت صوفی صاحبؒ کی مجھے ہوئی دو منٹ ملاقات ہوئی۔ خیریت پوچھی اور ہاتھ کھڑے کئے یہ آخری دعا تھی جو حضرت صوفی صاحبؒ کے ساتھ میں نے مانگی۔

اور مجھے علم نہ تھا کہ یہ آخری دعا ہم مانگ رہے ہیں تو دوستو یہ قافلہ کس تیزی سے رخصت ہو رہا ہے۔ یہ لوگ **والذین لایریدون علوا فی الارض ولافسادا** یہ وہ لوگ تھے کسی عہدے کی ہوس نہ تھی۔ اور ہوس کرنے والے؟ دیکھیے یہ علواً کا لفظ کیا فرمادیا

لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا۔

یعنی اب ہر شخص کو لپک یہ بڑی ہے کہ ناظم اعلیٰ ہو اور اعلیٰ کا لفظ علو سے ہے۔ یہ وہی بیماری جس کا ذکر قرآن کر رہا ہے۔ کہ **لایریدون علوا فی الارض ولا فسادا** اور یہ اڑنگا بٹنی اور یہ جماعت کے اندر دھڑے اور گروہ اور پھر آپس میں دھول دھپہ

یہ بزرگ:

حضرت مولا بخش حضرت مولانا عبداللہ روپڑی والے سب رخصت ہوئے جا رہے ہیں۔

حضرت صوفی یہ وہ لوگ تھے جو مثبت کام کرتے تھے تعمیری کام کرتے تھے۔ اپنے آپ کو فنا کرتے رہے یاد رکھو جو اللہ کی راہ میں فنا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بقا بخشتے ہیں۔ اس کے نام کو زندہ اس کی روح کو زندہ کر دیتے ہیں۔

تو دیکھو وہ حق گوئی اور بیباکی کا مجسمہ وہ جو

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

کی تفسیر مجسم تھا وہ ہم سے رخصت ہو گیا وہ طوفانوں سے ٹکرا جانے والا وہ ہواؤں کے رخ پھیر دینے والا اس کی شوریدگی اور اس کی آشفتہ سری کو اس دور میں مَیں غنیمت جانتا ہوں۔ اور ان ضمیر فروش اور حاشیہ بردار اور کاسہ لیس مولویوں سے ہزار درجہ معزز جانتا ہوں اس آغا شورش کاشمیری کو جو باطل کی طاقتوں سے زندگی بھر لڑتا رہا اور اسی حالت میں فوت ہو گیا۔

آؤ

کہ مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کی قبروں کو نور سے بھر دے آمین۔

جملہ جسمانی روحانی امراض کا علاج تسلی بخش کیا جاتا ہے

اشرف دواخانہ
202 ز.ب گٹی
فیصل آباد
فون رہائش: 752006

ردِ سحر گھریلو پریشانی اور دافع اعداء کیلئے رابطہ فرمائیں

حکیم محمد اشرف آزاد ایم۔ اے
فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد
فاضل طبیہ کالج